OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

بے اولاد افراد کو درپیش مسائل اور ان کا حل: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک مطالعہ

Problems faced by Childless persons and their Solutions: A Study in the light of Islamic teachings

Bukhtiar Ahmed

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore, Punjab, Pakistan

Dr. Fatima Noreen

Assistant Professor, Department of Islamic Studies Lahore Garrison University, Lahore, Punjab, Pakistan

Abstract

A person's life will be filled with a variety of social, economic, and intellectual challenges. There are certain issues that a person can handle using his intellect, intelligence, and physical struggle, yet there are some issues that are out of a person's control. Childlessness is one of them. This is a problem that leads to a lot of family and psychological problems in matrimonial life. A person's sexual self-esteem, desire, and performance can all be impacted by infertility. Sex is a common method used by couples to emotionally connect. Couples may lose that emotional bond if sex is seen as a failure or a letdown. In Europe, the situation is different, however, in Pakistani society, it is a very severe issue. Childless people use a variety of less ethical methods—methods other than treatment—to make up for this lack. Islam is the only religion that can appropriately counsel such individuals and provide them comfort in such a situation. It offers an answer to every issue facing modern civilization. In this short research paper, Islamic teachings have been described in this regard so that the heart of childless people can be mitigated.

Keywords: Social issues, Childlessness, Islamic teachings

CC BY

تمہید

فرد اور معاشرہ باہم لازم وملزوم ہیں۔ معاشرہ افراد کے بغیر تشکیل نہیں پا سکتا اور فرد معاشرہ سے کٹ کر ایک بے حقیقت اکائی رہ جاتا ہے۔[1] مختلف نوع اور رنگ و نسل کے افراد مل کر اپنی مساعی جمیلہ سے ایک بہترین اور مثالی معاشرہ قائم کرتے ہیں۔ اس معاشرے میں ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جن کے ہاں کسی نہ کسی چیز کی کمی رہ جاتی ہے۔ یہ کمی کبھی تعمیری روپ میں افادیت کا سبب بنتی ہے اور کبھی کمی و محرومی کا احساس معاشرے کے سکون میں رخنہ اندازی کر بیٹھتا ہے۔

رزق میں کمی وبیشی اور حکمتِ الٰہیہ

قرآن مجید کے مطابق کمی بیشی کا تصور تو خدائی تقسیم ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے:إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ[2] بے شک آپ کا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ[3] کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ رقمطراز ہیں:يُوسعُ الخير في الدنيا لمن يشاء او يضيق فلا يجبُ ان يدعُوهم الفقر الي القنوط[4] اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے دنیاوی مال ومتاع میں وسعت دیتا ہے یا تنگ کر دیتا ہے پس یہ لازم تو نہیں کہ فقر انہیں مایوسی کی طرف لے جائے۔ امام طبریؒ کے بقول:فيعلموا ان الشدة والرخاء بيدِ الله[5] پس انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ بے شک عُسر ویُسر اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس قبض و بسط کی مزید وضاحت کرتے ہوئے سورہ السبا میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ[6] فرما دیجئے: میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے (رزق) تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اس آیت کی تفسیر میں امام بغوی لکھتے ہیں:يعني ان الله يبسط الرزق و يقدر ابتلاء و امتحانا لايدل البسط علي رضا الله عنه ولا التضييق علي سخطه[7] بے شک اللہ تعالیٰ رزق کی کشادگی و تنگی بطور آزمائش اور (قلبی کیفیت کی) جانچ کے لیے فرماتا ہے اور کشادگی رضائے الٰہی پر اور رزق میں تنگی اس کی ناراضگی پر چنداں دلالت نہیں کرتی۔

اسی طرح علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

كم من اريب فهم قلبه	مستكمل العقل مقل عديم
ومن جهول مكثر ماله	ذالك تقدير العزير العليم[8]

کتنے ہی عقل مند ایسے ہیں جو سمجھدار دل والے، کامل عقل والے، قلیل مال والے مفلس ہیں اور کتنے ہی ایسے جاہل ہیں جو کثیر مال والے ہیں، یہ اللہ عزیز و علیم کی تقدیر ہے۔

وسعت اور عسرت میں پنہاں حکمت کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ[9] اور اگر اللہ اپنے تمام بندوں کے لیے روزی کشادہ فرما دے تو وہ ضرور زمین میں سرکشی کرنے لگیں۔

اس آیت کے تحت علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:لو اعطاهم فوق حاجتهم من الرزق لحملهم ذالك علي البغي والطغيان من بعضهم علي بعض[10] اگر اللہ تعالیٰ انہیں ضرورت سے زائد رزق عطا فرماتا تو یہ چیز انہیں ضرور بغاوت اور سرکشی پر آمادہ کرتی۔

امام طبری نے اس کی تفسیر میں حکمت و دانش سے لبریز خوبصورت اور بلیغ جملہ لکھا ہے :خیر الرزق مالا یطغیك ولایلھیك[11] بہترین رزق وہی ہے جو تمہیں نہ سرکش کرے اور نہ غفلت میں ڈالے۔ رزق سے عموماًمال ہی مراد لیا جاتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن مجید میں بکثرت مقامات پہ جہاں مال کا ذکر کیا گیا ہے وہیں اولاد کا بھی تذکرہ ملتا ہے جیسا کہ سورہ نوح میں ہے:وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ[12] اور وہ تمہاری مدد اموال اور اولاد کے ذریعے فرمائے گا۔ سورہ القلم میں ہے:أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ[13] اس لیے (اس کی بات کو اہمیت نہ دیں) کہ وہ مالدار اور صاحب اولاد ہے۔ لفظ ثمرات سے بھی اولاد کو تعبیر کیا گیا ہے جس طرح کہ سورہ بقرہ میں ہے:وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ[14] اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے، اور اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادیں۔ اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے ثمرات سے اولاد مراد لی ہے۔ امام قرطبی کے بقول:ولد الرجل ثمرۃ قلبه[15] آدمی کا بچہ اس کے دل کا ثمر ہے۔ یہاں لفظ ثمرات سے امام بیضاوی کی بھی یہی مراد ہے[16] اور انہوں نے اس حدیث کا بھی ذکر کیا ہے:

> عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ، قَالَ اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِي، فَيَقُولُونَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُولُ اللَّهُ: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ.[17]
>
> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کرلی؟ تو وہ کہتے ہیں: جی ہاں، پھر اللہ فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ وہ کہتے ہیں: ہاں، تو اللہ دریافت فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں کہ اس نے تیری حمد بیان کی اور اناللہ و انا الیه راجعون پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنادو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

لہٰذا اس سے وضاحت ہوتی ہے کہ اولاد کے لیے قرآن مجید میں لفظ ثمر بھی استعمال ہوا ہے۔ ایک اور حدیث میں بھی اولاد کو ثمر سے ہی ذکر کیا گیا ہے:اطلبوا الولَدَ والتمِسوهُ فإنّهُ ثمرةُ القلوبِ وقُرَّةُ الأعينِ۔[18] اولاد کی طلب کرتے رہا کرو کیونکہ وہ دل کا ثمر اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ قال رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیه وآله وسلم : إنّ لِكُلِّ شَجَرَةٍ ثَمَرَةً ، وثَمَرَةُ القَلبِ الوَلَدُ۔[19] رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہر درخت کا پھل ہوتا ہے اور دل کا پھل بچہ ہے۔ ان آیات واحادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اولاد کے لیے مختلف الفاظ کا انتخاب بھی انسانی فطرت میں جو اولاد کی چاہت رکھی گئی ہے، یہ بھی اسی کی عکاسی ہے۔ مزید برآں کمی بیشی یا عطاء و محرومی سب تقدیرِ الٰہی ہے۔ اس آزمائش و ابتلاءِ نقص پہ دل برداشتہ ہو جانا یا خود پہ قنوطیت مسلط کرلینا کسی طور مومن کا شیوہ نہیں اور نہ ہی یہ انداز خدائی بشارت کا مصداق ٹھہرنے والے کو زیب دیتا ہے۔

اولاد کے حصول یا عدم حصول میں مشیتِ خداوندی

معاشرے میں بسنے والے افراد میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاں مال و اولاد کی فراوانی ہوتی ہے۔ کچھ مال و دولت میں کنگال ہوتے ہیں اور کچھ اولاد سے تہی دامن، اولاد جیسی نعمت ملنا یااس سے محروم رہنا بھی مال میں قلت و کثرت کی مثل ہے۔ اس تقسیم میں بھی اللہ تعالی کی مشیت وحکمت کار فرما ہے۔ جیسا کہ سورہ الشوریٰ میں ہے:

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ۔ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ[20]

اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے۔ یاانہیں بیٹے اور بیٹیاں (دونوں) جمع فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ ہی بنا دیتا ہے۔ بے شک وہ خوب جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔

امام بغویؒ کے بقول: یہ آیت انبیائے کرام کے احوال سے آگاہ کر رہی ہے يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا سے مراد حضرت لوط علیہ السلام ہیں کہ ان کے ہاں بیٹیاں تھیں بیٹے نہ تھے۔ وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں۔ ان کے ہاں بیٹے تھے بیٹیاں نہ تھیں۔ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں کہ آپ ﷺ کے ہاں بیٹے بھی تھے اور بیٹیاں بھی تھیں۔[21] یہ سب تمثیل کے طور پر ہے وگرنہ اس آیت میں افرادِ معاشرہ کے لیے کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں کئی مفسرین کے اقوال امام بغوی کی تائید کرتے ہیں جس سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ انبیائے کرام نے اولاد کی اس تقسیم کو رضائے الٰہی سمجھ کر قبول کیا تاکہ ان کے پیروکار کسی طور بھی کفران نعمت کے مرتکب نہ ہوں اور نہ ہی اس حکمت خداوندی پر اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا کر تقدیر پہ نکتہ چینی کریں۔

بے اولاد افراد کی شرح

اولاد عطاء کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے قرآن مجید کا حکم واضح ہے۔ یہ انسان کے اختیار میں نہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحیم عمران کے بقول: دنیا بھر میں تقریبا بیس فیصد جوڑے بے اولاد ہیں۔ افریقہ کے ممالک میں یہ نسبت تقریبا تیس فیصد سے بھی زیادہ پائی جاتی ہے۔ مسلم ممالک سے صحیح اعداد وشمار حاصل نہیں ہو سکے۔ مگر ایک اندازے کے مطابق تقریبا پانچ سے پندرہ فیصد جوڑے بانجھ پن کا شکار ہیں۔[22] پاکستان کے حوالے سے ماہرین صحت کا دعوی ہے کہ یہاں بے اولاد افراد کی تعداد چالیس لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔[23] امریکہ میں تقریبا ہر چھ میں سے ایک جوڑا بے اولادی کا شکار ہے۔ پاکستان میں یہ شرح دس سے پندرہ فیصد ہے۔[24] نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پاپولیشن سٹڈیز کے مطابق پاکستان میں 22 فیصد جوڑے بانجھ پن کا شکار ہیں۔ یعنی ہر پانچ میں سے ایک جوڑا قدرتی عمل سے بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔[25] بے اولاد افراد بھی معاشرے کا حصہ ہیں اور انہیں بھی وہ احترام حاصل ہونا چاہیے جو صاحب اولاد کو میسر ہوتا ہے۔ صاحب اولاد کو اس وجہ سے ترجیح دینا کہ وہ اولاد کی بدولت بے اولاد افراد پر فوقیت رکھتا ہے اور بے اولاد افراد کو نحوست زدہ سمجھنا، یہ قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ارشاد ربانی ہے: أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ[26] اس لیے اس کی بات کو اہمیت نہ دیں کہ وہ مالدار اور صاحب اولاد ہے۔ مال واولاد کی فراوانی پہ تفاخر کرنا کافروں کا وطیرہ رہا ہے جیسا کہ سورہ سبا میں ہے: وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ[27] اور انہوں نے کہا کہ ہم مال واولاد میں بہت زیادہ ہیں اور ہم پر عذاب نہیں کیا جائے گا۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: افتخروا بكثرة الاموال والاولاد و اعتقدوا ان ذالك دليل علي محبة الله لهم [28] اموال و اولاد کی کثرت کی بدولت کفار دوسروں پر فخر کرتے اور ان کا اعتقاد یہ تھا کہ یہ کثرتِ اولاد اللہ کی ان سے محبت کی دلیل ہے۔

امام قرطبی سورہ الحدید کی آیت نمبر ۲۰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: (وتكاثر فی الاموال والاولاد) لان عادة الجاهلیةان تتكاثر بالابناء والاموال، و تكاثرالمومنین بالایمان والطاعة[29] اور یہ ایک دوسرے پر مال و اولاد میں زیادتی کی طلب کرنا ہے۔ کیونکہ جاہلیت کا رواج تھا کہ وہ بیٹوں اور اموال کی کثرت کا بطور استعلاء اظہار کرتے تھے۔ جب کہ مومنین ایمان و اطاعت میں کثرت کے طلب گار تھے۔ خیر القرون سے بُعدِ بعید کی وجہ سے عصر حاضر کے معاشرہ میں یہ تفاخر پھر سے عود کر آیا ہے حالانکہ اسلام نے انہیں بھائی بھائی بن کر اتحاد و اتفاق سے رہنے کی تلقین کی ہے اور ہر طرح کے تفاوت اور امتیاز کو مٹانے کا درس دیا ہے۔ اسی ضمن میں عیاض بن حمار سے روایت ہے:

> قال رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم :ان الله اوحي الي ان تواضعوا حتي لا يبغي احد علي احد ولا يفخر احد علي احد[30]
>
> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھ کو وحی کی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔

احساس فوقیت اور حصول برتری کی حرص نے معاشرے میں ان گنت مسائل کو جنم دیا ہے۔ ان مسائل کا شاخسانہ ہی ہے کہ طبقاتی تقسیم میں صاحب اولاد اور بے اولاد افراد کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ مسلم مثالی معاشرہ اس تقسیم کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ کو سلجھانے کے لیے بھی قلم کا استعمال کیا جائے تاکہ معاشرے میں تعمیری روپ کو فروغ حاصل ہو۔ مثبت رویوں کو اجاگر کیا جائے اور طبقاتی تقسیم کی بیخ کنی کی جائے۔

قرآن مجید میں اولاد کا ذکر

اولاد کا تذکرہ قرآن مجید میں متعدد بار کیا گیا ہے۔ کہیں ان کے حصول کے لیے انسان کو انبیاء کرام کی دعاؤں سے رہنمائی لینے کا کہا گیا ہے اور کہیں استغفار کے ذریعے خود ہی انسان میں اولاد کی طلب کو فزوں تر کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ کلامِ لاریب میں مطلقاً اولاد کا تذکرہ بھی بارہا کیا گیا ہے اور اپنی نسل کو بڑھانے کے لیے جو بیٹوں کی خواہش ہوا کرتی ہے اس انسانی فطرت کا بھی ذکر ہوا ہے۔ جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا[31] لوگوں کے لیے ان خواہشات کی محبت خوب آراستہ کر دی گئی ہے۔ (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی شامل ہیں۔ یہ سب دنیاوی زندگی کا سامان ہے۔

یہ قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ انسان سے منسلک ہر آرزو، خواہ اس کا پورا ہونا ممکن ہو یا نہ ہو، اس کا کلام الٰہی میں ضرور تذکرہ کیا ہے۔ تاکہ تکمیلِ آرزو پہ انسان اس نعمت کا قدر شناس بنے اور عدمِ حصول کی صورت میں صبر و رضا کا خوگر ہو۔ دنیا میں اولاد کی ضرورت اور اہمیت تو ایک طرف رہی، انسان کو یہ بھی توقع ہوتی ہے کہ بعد از مرگ اس کے لیے کوئی دعا کرنے والا ہو اور اس کی نسل جاری رہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے: لا يدَعُ أحدُكُم طلبَ الولَدِ فَإنَّ الرَّجُلَ إذا ماتَ وليسَ

لَهُ وَلَدٌ انقطَعَ اسمُهُ[32] تمہیں بچے یعنی صاحب اولاد ہونے کی طلب کو ترک نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ جب کوئی ایسا آدمی وفات پائے جس کی اولاد نہ ہو تو اس کا نام ہی مٹ جاتا ہے۔ سورہ نساء میں اس نعمت کے حوالے سے فرمایا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً[33]

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش کی (ابتداء) ایک جان سے کی۔ پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا۔ پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔

اس آیت مبارکہ میں تخلیق انساں، پھر اس کے زوج کا تذکرہ اور پھر انہی سے بصورتِ اولاد نسل انسانی کا تذکرہ ہے۔ یعنی انسان کو زوجین جیسے رشتہ میں اور پھر زوجین کو اولاد عطا فرما کر اپنی نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔

نعمت سے کیا مراد ہے؟

یہ مسرت و شادمانی سے عبارت ہے۔[34] علامہ جرجانی کے بقول: اَلنِعمة هي مَا قُصِدَ به الِاحسَانُ و النَّفعُ لَا لِغَرضٍ وَلَا لِعِوضٍ[35] کسی غرض اور معاوضے سے قطع نظر جس امر سے احسان اور منفعت مقصود ہو، وہ امر نعمت کہلاتا ہے۔ اولاد انسان کے لیے عظیم نعمت ہے۔ انسان اپنی بہترین صلاحیتیں اور اپنے شب و روز اس نعمت کے لیے صرف کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے بھی اولاد کا قرآن مجید میں بارہا تذکرہ فرمایا ہے: الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا[36] مال اور اولاد تو دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔ انسان دنیا میں اولاد کے آرام کی خاطر اپنے آرام کو ترک کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب انسان کو صاحب اولاد ہونے کا مژدہ سنایا جاتا ہے۔ وہ اپنی خوشی اور فرحت و انبساط میں خود کو خوش قسمت فرد شمار کر رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ آج کا بچہ کل کا مرد میدان اور والدین کی امید ہوتا ہے۔ ڈاکٹر زحیلی اس نعمت کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں: جب اللہ تعالیٰ بندے کو نعمت سے سرفراز فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اولاد جیسی نعمت سے نوازتا ہے کیونکہ اس نعمت کو اللہ نے سورہ کہف میں دنیوی حیات کی زینت سے تعبیر کیا ہے۔[37] اسی نعمت کو بطور زینت جہاں ایک اور مقام پہ یوں ذکر کیا گیا ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا[38]

لوگوں کے لیے ان خواہشات کی محبت خوب آراستہ کر دی گئی ہے۔ (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی شامل ہیں۔ یہ سب دنیاوی زندگی کا سامان ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں خواتین سے جو ابتداء ہے اس کے بارے میں علامہ ابن کثیر کی رائے یہ ہے: کَانَ القَصدُ بِهِنَ الِاعفَافُ وَ كَثرَةُ الاَولَادِ۔ ان سے مقصود اگر پاک دامنی اور کثرت اولاد ہو تو (یہ مرغوب ہے) اس کے بعد بیٹوں کا تذکرہ بھی امت محمدیہ کی کثرت کے لیے ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے: تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ[39] ایسی عورتوں سے شادی کرو جو بچے زیادہ جننے والی اور خوب محبت کرنے والی ہوں، یقیناً میں تمہاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا۔ یہ حدیث اور مذکورہ بالا آیت اولاد کے نعمت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے انسان کے دل میں ان اشیاء کے ساتھ طبعی لگاؤ اور رغبت پیدا فرما دی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شادی کی

تلخ ذمہ داریوں کو کون اُٹھاتا۔ ناتواں اولاد کے لیے کون لمبی راتیں جاگ کر گزارتا اور ان کی پرورش کے لیے اپنی راحت و آسائش کو ترک کرتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نسل انسانی کی بقاء کیسے ممکن ہوتی۔[40] سورہ نحل میں ہے:

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ[41]

اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہارے جوڑے پیدا فرمائے۔ اور تمہارے جوڑوں (یعنی بیویوں) سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے / نواسے پیدا فرمائے اور تمہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔

یہ آیت اللہ کے کرم بالائے کرم کی عکاس ہے۔ ایک نعمت تو یہ دی کہ زندگی کے جاں گسل لمحات میں اولاد اور اولاد کو بھی اولاد عطا فرما کر تمہیں نواسے اور پوتے عطا کیے۔ یہ ایسی نعمت ہے جس کی قدر اسے زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ جس کے پاس اولاد نہ ہو۔ انسان کو اگر مال اور اولاد میں کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا جائے۔ تو وہ اپنا جانشین حاصل کرنے میں تاخیر نہیں کرے گا۔ یہ نعمت ہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو اس سے نوازا تو اس کا بھی تذکرہ فرمایا: اے زکریا! بے شک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جسکا نام یحیٰی ہو گا۔[42] اسی طرح حضرت ابراہیم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ۔ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ۔ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ[43]

اور انہیں ابراہیم کے مہمانوں کی خبر (بھی) سنایئے جب وہ ابراہیم کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کہا ابراہیم نے کہا کہ ہم آپ سے کچھ ڈر محسوس کر رہے ہیں مہمان فرشتوں نے کہا آپ خائف نہ ہوں ہم آپ کو ایک دانش مند لڑکے کی پیدائش کی خوشخبری سناتے ہیں۔

جب یہ نعمت مل گئی تو حضرت ابراہیم کے اظہار تشکر کا انداز یہ تھا: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ[44] سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ بے شک میرا رب دعا خوب سننے والا ہے۔ اولاد سے محبت کا ایک مثالی واقعہ سیرت طیبہ میں یوں بھی آیا ہے:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا، فَقَالَ الْأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ : مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.[45]

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اقرع رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

اولاد انسان کے لیے سعادت اور بلند بختی کی بھی علامت ہوتی ہے: قال الإمامُ زينُ العابدينَ عليه السلام : مِن سَعادَةِ الرّجُلِ أن يَكونَ لَهُ وُلْدٌ يَستَعينُ بِهِم[46] امام زین العابدین کے بقول: آدمی کی خوش بختی ہے کہ اس کی اولاد

ہو جن سے وہ اعانت طلب کرے۔قال الإمامُ الباقرُ عليه السلام : مِن سَعادَةِ الرّجُلِ أن يَكونَ لَهُ الوَلَدُ يَعرِفُ فيهِ شِبهَهُ : خَلقَهُ ، وخُلقَهُ ، وشَمائلَهُ۔[47] جبکہ امام باقر کے بقول: آدمی کی خوش نصیبی ہے کہ اس کی اولاد ہو جس میں وہ اپنی شباہت، صورت، کردار اور عادات کا عکس دیکھے۔یہی وجہ ہے کہ اسی مناسبت سے عربوں کے ہاں ایک محاورہ زبان زدعام ہے: الولد سر ابیه[48] بیٹا باپ کا راز یعنی اسی کا پرتو ہوتا ہے۔

اس تمام بحث کے باوصف کسی بھی انسان کو صاحب اولاد یا بے اولاد رکھنے کا فیصلہ امر الٰہی ہے۔ لہٰذا جو صاحبِ اولاد ہو اسے فخر و غرور سے اجتناب کرنا چاہیے اور جو بے اولاد ہو اسے اس معاملے میں خود کو یا کسی اور کو قصوروار ٹھہرانے سے بچنا چاہیے۔ دونوں احوال میں اس آیت مبارکہ میں اللہ کریم کے فیصلے کو ہر لحظہ مد نظر رکھنا چاہیے:

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ۔ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ[49]

اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا انہیں بیٹے اور بیٹیاں (دونوں) جمع فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ ہی بنا دیتا ہے۔ بے شک وہ خوب جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔

بے اولاد افراد کو درپیش مسائل

اولاد کی نعمت سے محروم افراد مختلف مسائل کا شکار رہتے ہیں۔ان مسائل میں طبی، نفسیاتی و معاشرتی مسائل سرفہرست ہیں۔ طبی مسائل میں اہم مسئلہ اس حوالے سے مکمل رہنمائی کا نہ ہونا ہے۔ایک وجہ مذکورہ افراد کی جھجک یا شرمیلا پن ہے۔ انور عباس کے بقول: بے اولادی کا سبب اگر خاتون نہ ہو تو پھر مرد حضرات کو اپنی فکر شروع ہو جاتی ہے۔ معاشرے میں ایسے افراد کی مردانگی پہ سوالیہ نشان اٹھائے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ مختلف نفسیاتی اور سماجی الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی اسی شرمندگی کی وجہ سے مستند اطباء کی بجائے جعلی طبیبوں کے ہتھے چڑھتے ہیں اور صحت کے ساتھ اپنی دولت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ یہ نام نہاد طبیب جنسی قوت میں اضافے کی ادویات، جن میں اسٹیرائیڈز بے تحاشا موجود ہوتی ہے، فراہم کرتے ہیں جو گردوں میں پتھری اور ان کے ناکارہ ہونے کا سبب بنتی ہیں۔[50]

حصول اولاد اور سفلی علوم

بعض اوقات لوگ اس نعمت کو پانے میں حدود الٰہیہ سے بھی تجاوز کر بیٹھتے ہیں۔ اولاد کے حصول کے لیے دعا اور دوا کو ضرور اختیار کرنا چاہیے لیکن اس کے حصول میں ایسے طریقے اختیار کرنا جو مذہباً اور اخلاقاً غیر مناسب ہوں ان سے احتراز از حد ضروری ہے۔ اس حوالے سے تاریخ ساہیوال کے مصنف نے جن اطوار اور فرسودہ روایات کا تذکرہ کیا ہے ان کا ذکر کرنا حالات کا عین تقاضا ہے: "جب ہندو اور مسلمان اکٹھے رہتے تھے تو رسمیں اور ٹونے، ٹوٹکے مشترک تھے۔ جب کسی ہندو کی نعش جلائی جاتی تو اس رات بے اولاد عورت ان کوئلوں پہ روٹ پکاتی، جسے مسکان پکانا کہا جاتا تھا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ سات اناجوں کا آٹا مکس کر کے گوندھا جاتا۔ پھر بے اولاد عورت رات کی تاریکی میں برہنہ ہو کر کوئلوں پر اس آٹے کا روٹ پکاتی۔"[51]

مذکورہ بالا حکایت مذہبی اور اخلاقی اعتبار سے قعرِ مذلت کی انتہا ہے۔ اس پہ مستزاد یہ کہ بے اولاد خواتین کسی نومولود بچے کی وفات پر اسے رات کی تاریکی میں قبر سے نکال کر اس کی زیب و زینت کرتیں اور میت کی بے حرمتی کی مرتکب ہوتیں۔ بے

اولادی کے طعنے سن سن کے وہ اس حد تک نفسیاتی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہیں کہ ان کے لیے خیر و شر میں فرق کرنا بھی کارِ محال بن جاتا ہے۔ جائز و ناجائز ہر طریقہ اولاد کے حصول کی خاطر وہ اپنے لیے درست گردانتی ہیں۔ یہ اخلاقی و معاشرتی کسی لحاظ سے درست نہیں۔ افرادِ معاشرہ کے سخت جملے اور سرد رویے انہیں اس بات یا ایسی قبیح رسومات پہ آمادہ کرتے ہیں تاکہ وہ اولاد جیسی نعمت سے نوازی جائیں اور ان کے گھر سلامت رہیں۔

معاشرے میں اگر بے اولاد افراد کی تضحیک بند نہ ہوئی تو اس سے بھی بدتر حالات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ بفرض محال اگر کوئی ایسی جاہلانہ رسومات کی بھینٹ چڑھنے سے بچ نکلے تو ایک اور پھندہ ان کے لیے تیار ہو چکا ہے اور وہ ہیں گلی محلوں کے غیر مستند اطباء اور جعلی عاملین۔ زائچوں، تعویذ گنڈوں اور روحانی علاج کے نام پہ ایسے ایسے اخلاق باختہ اور حیاسوز واقعات پیش آرہے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ جعلی عاملین یا مذہب کے لبادے میں چھپے یہ شعبدہ باز افراد بے اولاد افراد کی دولت اور عزت سے کھیلتے نظر آتے ہیں۔ بقول راشد شاذ: عاملین کا یہ کاروبار اربوں ڈالر کی وسیع انڈسٹری بن چکا ہے اور ان حضرات نے ہماری ناکامیوں، محرومیوں اور خوش عقیدگیوں کے طفیل خود کو زندہ رکھنے کا فن دریافت کر لیا ہے۔[52] ایک تحقیق کے مطابق توہم پرستی کی وجہ سے بہت سی خواتین اپنے خاندانی مسائل بالخصوص شادی اور اولاد نہ ہونے کی وجہ سے عاملوں اور جادوگروں کے پاس جاتی ہیں۔ کوئی بھی مسئلہ ہو یا اولاد کا حصول مطلوب ہو تو ان عاملین کے ہاں ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔[53] یہ برائی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اسلام 360 جیسی مذہبی اور معروف ایپ پہ بھی ایسے لوگوں کے اشتہار ملتے ہیں۔ جنوری 2023 میں اس ایپ کے ذریعے عمرہ پیکج شروع ہوا۔ جس میں شامل افراد کو streak points حاصل کرنا ہوتے ہیں۔ یہ پوائنٹس اصل میں ان سپانسرز کے اشتہارات ہوتے ہیں جو ان ایپ سے منسلک فراد کی مالی معاونت کرتے ہیں۔ اس عمرہ سیزن میں ایک عامل سائیں نادر شاہ کاظمی کا اشتہار بھی شامل تھا۔ جس پہ وضاحت سے یہ تحریر درج تھی: میرے علم سے دنیا میں لاکھوں خواتین و حضرات اپنے جائز و ناجائز کام کروا رہے ہیں۔[54] جب کہ ان تمام سفلی علوم کے بارے میں قرآن مجید کا حکم واضح ہے: اور جادوگر جہاں کہیں بھی آئے گا فلاح نہیں پائے گا۔[55] اس لیے اب یہ ناگزیر ہو چکا ہے کہ اس حوالے سے آگاہی دی جائے کہ بے اولادی کے لیے دعا اور دوا کی ممانعت نہیں لیکن ایسے طریقے جو شرعاً اور اخلاقاً درست نہ ہوں ان سے بچنے کی ترغیب دی جائے۔ اس کے علاوہ بے اولاد افراد کو طعن و تشنیع کی بجائے دعاؤں سے نوازا جائے تاکہ ایک مستحکم، خیر خواہ اور مثالی معاشرہ وجود میں آسکے۔ ایسے مثالی معاشرے کی جھلک ہمیں سیرت طیبہ میں بکثرت ملتی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كُلُّ صَوَاحِبِي لَهُنَّ كُنًى، قَالَ: فَاكْتَنِي بِابْنِكِ عَبْدِ اللَّهِ ، يَعْنِي ابْنَ أُخْتِهَا، قَالَ مُسَدَّدٌ: عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: فَكَانَتْ تُكَنَّى بِأُمِّ عَبْدِ اللَّهِ۔[56]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری سب سہیلیوں کی کنیتیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو تم اپنے بیٹے عبد اللہ کے نام سے کنیت رکھ لو۔" مقصد تھا کہ اپنے بھانجے کی نسبت سے۔ مسدد نے وضاحت کی کہ اس سے مراد "عبد اللہ بن زبیر" ہیں۔

چنانچہ انہوں نے امِ عبد اللہ کنیت اختیار کر لی۔ فكان يُقالُ لها: أُمُّ عَبدِ اللهِ، حتى ماتَتْ، ولم تَلِدْ قَطُّ. پس انہیں ام عبد اللہ کہا جاتا تھا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوا اور آپ کی اولاد نہ تھی۔ معاشرے میں جب اس قسم کی فضاء کو پروان چڑھایا جائے گا تب کہیں اس پہ مثالی معاشرے کا گماں ہو سکے گا۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل

اسلام مکمل ضابطہء حیات ہونے کے ناطے ایسے تمام مسائل کا حل اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سہل اور عام فہم انداز میں عام کیا جائے۔

شادی باہمی سکون کا موجب

مسلم معاشرے میں شادی کو نسل بڑھانے تک ہی محدود کر دیا گیا ہے۔جب کہ قران مجید میں ہے:وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَ جَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّ رَحۡمَةً ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ[57] اور یہ (بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم ان کی طرف سکون پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، بیشک اس (نظامِ تخلیق) میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔اسی طرح سورہ اعراف میں ہے:هوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ اِلَيۡهَا ۚ[58] اور وہی (اللہ) ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا فرمایا اور اسی میں سے اس کا جوڑ بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔ان دونوں آیات میں زوجین کے مابین مودت و الفت کو اہم گردانا گیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر عبد الرحیم لکھتے ہیں: باہمی سکون و چین شادی کا بنیادی مقصد ہے۔ بلاشبہ یہ مقصد زیادہ مناسب اور وسیع ہے کیونکہ تمام شادی شدہ جوڑے شادی میں سکون تو حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن سب جوڑے بچے پیدا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔[59] لہٰذا شادی کے بعد اگر اولاد کا سلسلہ شروع نہیں ہو رہا تو اسی دکھ میں مبتلا رہنے کی بجائے زندگی کو کارآمد اور اللہ کے احکام کے مطابق بسر کرنے کی کوشش کی جائے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی حیات طیبہ سے مثال

بے اولاد جوڑوں کے لیے ام المومنین سیدہ عائشہ کی حیات مبارکہ مشعلِ راہ ہے۔ آپ نے قرآن و حدیث اور فقہ میں امت مسلمہ پہ بے شمار احسان کیے ہیں۔ جید صحابہ بھی اختلافی امور میں آپ سے رائے لیا کرتے تھے۔ آپ بھی اولاد کی خوب چاہ رکھتی تھیں۔ لیکن اس نعمت کے بغیر نہ صرف بہترین انداز میں آپ نے زندگی بسر کی بلکہ اسلام اور خدمتِ خلق میں ہمہ وقت خود کو مصروف کیے رکھا۔اس حوالے سے ندا اسلام لکھتی ہیں: جس طرح صاحبِ اولاد ہو کر بھی پہچان اور تعارف کا ضروری ذریعہ اولاد نہیں ہوتی بالکل اسی طرح بے اولاد کی پہچان، تعارف اور دنیا میں نام زندہ رکھنے کا ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ اس کے اچھے اعمال، اس کے الفاظ، اس کے لکھے اور اس کے فلاحی کاموں، غرض رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کیے گئے کاموں کو بنا دیتا ہے۔ اگر آپ ان افراد کو جن کے پاس اولاد جیسی نعمت نہیں ہر وقت محرومی کا احساس دلانے کی کوشش کرتے ہیں تو ایک بار سوچئے تو سہی کہ کیا بے اولاد بے شناخت ہوتا ہے؟ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ماریہ قبطیہ کے سوا کسی زوجہ سے آپ ﷺ کی اولاد نہیں ہوئی تو کیا وہ تمام امہات بے شناخت رہیں؟ نہیں بلکہ وہ اس نعمت کے بغیر بھی اُمہات کے درجے پر فائز کر دی گئیں اور صالحیت کی بنیاد پر شناخت پا گئیں۔ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام دنیا میں شامل ہونے سے رہا؟ کیا ان کی دین کے لئے

خدمات نے صاحب اولاد کو ان کی عظمت کے اعتراف پر مجبور نہیں کیا؟ کیا ہم اس خاتون کے احسان کا قرض ادا کر سکتے ہیں؟ قیامت تک کے لئے کیا عبد الستار ایدھی اور حکیم محمد سعید کے کارہائے نمایاں اور ملت کے لئے ان کی خدمات سے دنیا اس لئے نا واقف رہی کہ ان کی اولاد نہ تھی؟ نہیں نا! تو پھر ہم کیسے بے اولاد کو یہ احساس دلانے میں درست ہیں کہ اولاد ہو گی تو خاندان کا نام عزت سے لیا جائے گا اور سکون کا راز اسی میں پوشیدہ ہے۔[60]

جعلی اطباء و عاملین سے اجتناب

مرض جیسا بھی ہو علاج کی ہر جاندار کو ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام میں علاج کے حوالے سے بھی بہت سی ہدایات دی گئی ہیں۔ بے اولاد افراد اپنی جھجک یا اپنی کسی خامی کو پوشیدہ رکھنے کی خاطر مستند اطباء کے پاس جانے کی بجائے جعلی طبیبوں کو، ان کے اشتہارات یا سستے علاج کی وجہ سے ترجیح دیتے ہیں اور نتیجتاً دولت کے ساتھ صحت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے بنتِ حوا کی عفت بھی تار تار ہو رہی ہے۔ یکم اکتوبر 2022 کے ایکسپریس نیوز کے مطابق لاہور کے شاہدرہ ٹاؤن میں یاسین نامی جعلی حکیم نے دوا کے بہانے ایک بے اولاد خاتون کی عصمت دری کی۔[61] ایسے نام نہاد طبیبوں کے بارے میں پیغمبر اسلام ﷺ کی واضح ہدایت ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ تَطَبَّبَ ، وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ قَبْلَ ذَلِكَ ، فَهُوَ ضَامِنٌ[62] حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص علاج کرے، حالانکہ اس سے پہلے وہ طبیب کے طور پر معروف نہیں تو وہ ذمہ دار ہے۔“ اس کی وضاحت میں مولانا محمد علی جانباز لکھتے ہیں: ایسا طبیب کسی بھی نقصان کی صورت میں دیت یا تلافی کا پابند ہو گا۔[63] بعض علاج گاہوں پہ اسی حوالے سے عوام کو آگاہی دینے کے لیے حکیم جالینوس کا یہ قول جلی حروف میں لکھا نظر آتا ہے: میدان جنگ میں اتنے لوگوں کی موت نہیں ہوتی، جتنی اموات غلط علاج معالجے سے ہوتی ہے۔ اس لیے مستند اطباء سے ہی علاج کرانے کو ترجیح دینا ہی اسلامی تعلیمات کا عین تقاضا ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں نفسیاتی حل

انسان کا بے اولادی پہ پریشان و متفکر ہو جانا بھی فطری امر ہے۔ لیکن اسے اس نہج پہ بھی غور کرنا چاہیے کہ بعض اوقات اولاد انسان کے دین میں نقص کا سبب بنتی ہے۔ جیسا کہ سورہ کہف میں حضرت موسیٰ و خضر کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کے سامنے اولاد کے حوالے سے دونوں رخ سامنے رکھ دیئے۔ تاکہ انسان اس نعمت کے عطاء یا عدم عطاء کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پہ شاکر و شاداں رہے۔ اولاد کے صالح ہونے کی حیثیت میں جہاں وہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور اخروی اجر کا سبب ہے وہیں اسے فتنہ و آزمائش سے بھی موسوم کیا گیا ہے: وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔[64] اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو بس فتنہ ہی ہیں اور یہ کہ اللہ ہی کے پاس اجرِ عظیم ہے۔ سورہ تغابن میں ہے: اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۔[65] تمہارے مال اور تمہاری اولاد محض آزمائش ہی ہیں، اور اللہ کی بارگاہ میں بہت بڑا اجر ہے۔ علامہ ابن کثیر نے اس کی تفسیر میں تحریر کیا ہے: اِختِبارٌ وَ بَلَاءٌ مِن اللّٰه تَعالٰی لخلقه لیعلَم مَن یُطِیعُهٗ مِمَّن یَعصِیه (تمہیں جو اولاد دی گئی ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ) یہ آزمائش ہے تاکہ اطاعت گزاروں اور نافرمانوں کی جانچ ہو سکے۔ نعمت اور آزمائش کی ان دونوں صورتوں میں انسان کو یہ باور کرا دیا گیا کہ کسی چیز کی طلب اپنے تئیں مستحسن تو ہو سکتی ہے لیکن انسانی فکر ہی عقل کل یا حرف آخر نہیں۔ اولاد اگر نعمت

ہے تو آنکھوں کا نور ہے اور ایسی اولاد کی طلب تو انبیاء کرام بھی کرتے رہے: رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ[66] اے میرے رب صالحین میں سے مجھے ایک فرزند عطا فرما۔ لیکن اگر وہ صالح نہ ہو تو اس سے اجتناب وحذر کی تلقین بھی موجود ہے: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[67] اے ایمان والو! بیشک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں پس اُن سے ہوشیار رہو۔ اور اگر تم صرفِ نظر کرلو اور درگزر کرو اور معاف کردو تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ پس دونوں رخ انسان کے سامنے رکھ دیے تاکہ وہ بے ساختہ اپنے عجز اور اللہ کی قدرت کاملہ کا یوں اظہار کرے: بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ[68] ساری بھلائی تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے، بیشک تُو ہر چیز پر بڑی قدرت والا ہے۔ جب انسانی فکر کی رسائی محدود ٹھہری جو اللہ تعالی کی حکمت سے بھی نا آشنا ہو تو صاحب اولاد اور بے اولاد کی تقسیم کسی صورت مناسب و مستحسن نہیں۔ اس کے علاوہ بے اولاد افراد خود کو کوسنے کی بجائے کسی علمی یا فلاحی سرگرمیوں میں خود کو مصروف رکھیں۔ تاکہ ان کی ذات دوسروں کے لیے نافع ثابت ہو۔

خلاصہ بحث

ایک متوازن معاشرہ جن خصوصیات کا حامل ہوتا ہے ان میں ایک خوبی اللہ کی رضا پہ راضی رہنا ہے۔ اولاد اللہ کی عطاء اور تقسیم ہے اگرچہ یہ ہر انسان کے لیے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سکون کا اہم سبب ہے تاہم ہر ایک کے مقدر میں یہ نعمت نہیں ہوتی۔ ایک مسلمان کا اپنے رب کے ساتھ اتنا مضبوط تعلق ہونا چاہیے کہ اگر اسے کسی نعمت سے محروم رکھا گیا ہے تو وہ اس میں اللہ کی حکمت کا ادراک کرے نہ کہ اس کے حصول میں خود کو ہلکان کرے۔ کسی انسان کا صاحب اولاد ہونا یا بے اولاد ہونا، اس کی منشاء ورغبت نہیں بلکہ اللہ کی مشیت ہے۔ زمانہ جاہلیت میں کفار کثرتِ اولاد کو اللہ کی رضا کا سبب اور باعثِ افتخار سمجھتے تھے۔ عصرِ حاضر میں بھی یہ خرابی عود کر آئی ہے۔ جس سے اجتناب کی ضرورت ہے تاکہ معاشرتی سکون برقرار رہے۔ قرآن مجید میں اولاد کی محبت کو انسان کی سرشت میں شمار کیا ہے وہیں اسے انسان کا دشمن بھی بتایا گیا ہے۔ اولاد اگر انسان کے لیے ثمرہ قلب ہے تو اسے فتنہ وآزمائش سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ اولاد کے حصول کے لیے صرف ایسے طریقے خواہ وہ طبی ہوں یا روحانی، اختیار کرنے کی اجازت ہے جن کی شریعت میں اجازت دی گئی ہے۔ جو شرعاً یا اخلاقاً غیر مناسب ہوں ان کو ترک کرنا ہی دانشمندی ہے۔ اولاد جیسی نعمت اگر میسر نہیں تو اپنی دولت کو انسانیت کی فلاح وبہبود میں خرچ کیا جائے۔

References:

[1] Shamīm Ḥusain Qādrī, *Islāmī Qurān-o-Sunnat Kī Roushnī Mai* (Punjab: Maḥkma Awqāf, 2001AD), 47.
[2] Al-Asrā 17: 30.
[3] Al-Rūm 30: 37.
[4] Muhammad Ibn Aḥmad *Al-Qurṭbī, Al-Jāmi Lī Aḥkām Al-Quran*, Ayat: Al-Rūm 30: 37.
[5] Muhammad Ibn Jarīr Ṭabrī, *Jāmi al-Bayān*, Ayat: Al-Rūm 30: 37.
[6] Al-Sabā 34: 36.

[7] Imām Bughwī, *Maʻālm al-Tanzīl,*Ayat: Al-Saba 34: 36.
[8] Maḥmūd Ālūsī, *Rūḥ ul Maʻānī Fī Tafsīr al-Quran al-Aʻzīm,* Ayat: Al-Rūm 30: 37.
[9] Al-Shūrā 42: 27.
[10] Ibn-e-Kathīr, *Tafsīr al-Quran al-Azīm,* Ayat: Al-Shūrā 42: 27.
[11] Ṭabrī, *Jāmi al-Bayān,* Ayat: Al-Shūrā 42: 27.
[12] Nūḥ 71: 12.
[13] Al-Qalam 68: 14.
[14] Al-Baqarh 2: 155.
[15] Qurṭbī, *Al-Jāmi Lī Aḥkām Al-Quran,* Ayat: Al-Baqarh 2: 155.
[16] Nāṣir Uddīn Al-Bydhāwī, *Anwār al-Tanzīl wa Asrār al-Tāwīl* (Lahore: Maktbar Raḥmāniya), 272.
[17] Muhmmad Ibn ʻEsā Al-Tirmzī, *Jāme Tirmzī,* Ḥadīth: 1021.

[18] Ibn-e-Ḥajar ʻAsqalānī, *Fath al-Bārī,* 9: 297.

[19] Ibn-e-Husām al-Dīn *Kanaz al-ʻUmmāl* (Karachi: Dār al-Ishāʻat), Ḥadīth: 35315.
[20] Al-Shūrā 42: 49, 50.
[21] Imām Bughwī, *Maʻālm al-Tanzīl,Ayat:* Al-Shūrā 42: 50.
[22] Prof. Dr. Abdul Raḥīm Imrān, *Islāmī Mīrāth Mai Khāndānī Manṣūba Bandī* (Rawalpindi: Anwīdrz Printers, 1994AD), 340.
[23] Dr. Jāwaid Akhtar, *Pakistan Mai Bay Awlādī kā Barrā Sabab Marad Hen* (Dawan News, Sawat Conference, 20 May, 2022.
[24] Anʻām al-Raḥmān Saḥrī, *Shādī Aik Muṭālʻa* (Lahore: Sang Mīl Publications, 2008AD), 33.
[25] Sāra ʻAtīq, Pakistan Kā Pehlā Test Tube Baby BBC.Urdu.Com Islamabad 8July 2021.
[26] Al-Qalam 68: 14.
[27] Al-Sabā 34: 35.
[28] Ibn-e-Kathīr, *Tafsīr al-Quran al-Azīm,* Ayat: Al-Sabā 34: 35.
[29] Qurṭbī, *Al-Jāmi Lī Aḥkām Al-Quran,* Ayat: Al-Ḥadīd 57: 20.
[30] Abū Dāud Sulmān Ibn Ashath, *Abū Dāud,* Ḥadīth: 4895.
[31] Al-Imrān 3: 14.
[32] Sulman Ibn Aḥmad Al-Ṭabrānī, *Al-Muʻjam al-Kabīr* (Beirūt: Dār Aḥyā al-Turāth al-Arbī), 23: 210.
[33] Al-Nisā 4: 1.
[34] Muhammad Ibn Yaqūb Feroz Ābādī, *Al-Qāmūs Al-Muḥīṭ,* 1: 102.
[35] ʻAlī Ibn Muhammad al-Jurjānī, *Al-Taʻrīfāt,* 1: 311.
[36] Al-Kahaf 18: 46.

[37] Muhammad Muṣtfā Al-Zaḥailī, *Ḥaqūq Awulād ʻAlā al-Wāldain Fī al-Sharīʻa al-Islāmiya,* 4.

[38] Al-Imrān 3: 14.
[39] Aḥmad Ibn Shaib al-Nisāʼī, *Kitāb al-Nikāḥ,* Ḥadīth: 3229.
[40] Pīr Karam Shāh al-Azharī, *Zia al-Quran*(Lahore: Zia al-Quran Publications, 1398AH), 1: 213.
[41] Al-Naḥal 16: 72.
[42] Maryam 19: 7.

[43] Al-Ḥajar 15: 51-53.
[44] Ibrāhīm 14: 39.
[45] Imām Bukhārī, *Al-Jāmi al-Ṣaḥīḥ, Bāb al-Adab*, Ḥadīth: 5997.
[46] Muhammad Ibn Yaqūb al-Kalīnī, *Al-Kāfi*, 6: 6.
[47] Al-Kalīnī, *Al-Kāfi*, 6: 6.
[48] Abdul Raḥmān al-Sakhāwī, *Al-Maqāṣid al-Ḥasnah* (Beirūt: Dār al-Kutub al-Ilmiya), 706.
[49] Al-Shūrā 42: 49, 50.
[50] Anwar 'Abās*, Mardūn Mai Bay Awulādī*, Sihfanews.com, 14 Sep 2019.

[51] M A Ashraf, *Tārīkh Sahiwal Punjab Laok Sajāg*, 429.

[52] Rashid Shāz, *Muslim Zehan ki Tashkīl Jadīd Kitāb* (Lahore: Maḥal Darbār Market, 2018AD), 167.
[53] Roznama Samā, Lahore 8 March 2017.
[54] Islam 360 app, Streak Points, Umrah Pakage, 8 Jan 2023, 10: 45PM.
[55] Tāhā 20: 69.
[56] Imām Abū Daūd, *Sunan Abī Daūd*, Kitāb al-Akhlāq, Ḥadīth: 4970.
[57] Al-Rūm 30: 21.
[58] Al-'Arāf 7: 189.
[59] Imrān, *Islāmī Mīrāth Mai Khāndānī Manṣūba Bandī*, 17.
[60] Nidā Islam, *Bay Aowlād Bay Shanākhat Nahi, Jasārat* Blog, 29-01-2022.
[61] Roznama Express News, Lahore 1 October, 2022.
[62] Imām Ibn-e-Mājah, *Ibn-e-Mājah*, Kitāb al-Ṭibb, Ḥadīth: 3466.
[63] Maulāna Muhammad 'Alī Jānbāz, *Anjāz al-Ḥājah*, 579.

[64] Al-Anfāl 8: 28.

[65] Al-Taghābun 64: 15.

[66] Al-Ṣafāt 37: 100.
[67] Al-Taghābun 64: 14.
[68] Al-Imrān 3: 26.